خیال در خیال

ترجمان القرآن کے تازہ شمارے سے استفادہ کرتے ہوئے

جناب نعیم صدیقی صاحب

نام نہاد "اسلامی فلم" کا ایک اور خطرناک پہلو

امریکہ میں مقیم شامی کمیونسٹ مصطفےٰ العقاد کی ہدایت کاری میں آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دَورِ مبارک سے متعلق جو "اسلامی فلم" تیار ہو رہی ہے، اس کے فتنۂ پنہاں کو نمایاں کرنے میں آپ کا تازہ اداریہ بے حد کامیاب ہے اور بہت اچھا معلوماتی پس منظر اس میں جھلکتا ہے۔

البتہ ایک پہلو ایسا ہے جس کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ کہانی اور مکالمات کتنے ہی بہترین کیوں نہ ہوں، ہدایت کار اگر چاہے تو وہ کسی بھی فلمی کردار یا کرداروں کے چہروں اور لباسوں اور ان کے فنی ڈھانچے میں ایسا انداز پیدا کر سکتا ہے، جو بالکل لاشعوری طور پر اُس کردار یا کرداروں کے متعلق کسی غلط فہمی کا ہلکا سا بُرا اثر دیکھنے والوں پر چھوڑ جائے، پھر جبکہ کردار اسلام کی نمائندگی کرنے والے ہوں، تو ایسی فنی مساعی خود اسلام کے متعلق کم سے کم غیر مسلم اقوام میں اور مسلمانوں کے اندر کے انحراف پسند "جدیدوں" میں بُرے اثرات پیدا کر سکتی ہیں۔ میرے اس دعوے کی تائید ان فرضی تصاویر سے ہو سکتی ہے جو وقتاً فوقتاً آنحضورؐ کو ایک خاص نقشے میں پیش کرتی ہیں۔

امریکی تھیٹر اور فلم پر صہیونیوں کی رُوح مُسلط ہے۔ نیز اسلام اور نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور قرآن پاک کے متعلق مستشرقین نے جس مہارت سے اپنی خوبصورت عبارات کے تودوں میں نشتر رکھ دیے ہیں، اُن کو سامنے رکھتے ہوئے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ حروبِ صلیبیہ کے سانچے میں ڈھلا ہوا متعصّب عیسائی ذہن فلم کے دائرے میں کتنے فنکارانہ طریق سے ضرر رساں کام کر سکتا ہے۔ تیسرا مخالف اسلام عنصر کمیونسٹوں کا ہے

جو کوئی فلم بھی تبلیغِ اسلام کے مقصد سے بنانے والا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جس کا اصل مدعا الحاد پیدا کرنا اور اسلام سے انحراف کے لیے ذہنوں کو تیار کرنا ہو سکتا ہے۔

ان عناصر کے ہاتھوں شروع میں اگر ایک آدھ فلم مسلمانوں کے نازک مذہبی جذبات کے لحاظ سے محتاط انداز پر بھی بن جائے تو ایسی فلم کا مسلمانوں کی طرف سے گوارا کیا جانا مذکرہ خطرے کا پھاٹک ہمیشہ کے لیے کھول سکتا ہے، در آنحالیکہ اس پھاٹک کا قفل پہلی بار کھولنے کے لیے کنجی گھمانے والے ہاتھ خود ہمارے ہی ہوں گے۔ ہم اسلام کے متعلق فلم سازی کا دروازہ کھول کر گویا اپنے دین، اپنی تاریخ اور اپنی درخشاں شخصیتوں کی من مانی عکاسی کرنے کا لائسنس یہودیوں، مستشرقین اور کمیونسٹوں اور بھارتیوں کے حوالے کردیں گے۔ اس خطرے کو سامنے رکھتے ہوئے میں تو یہ کہوں گا کہ اگر بہترین پارسا اور ذہین مسلمان بھی اس کام کا آغاز کریں تو بھی وہ اپنے دشمنوں کو ایک ضرر رساں قوت سے مسلح کردیں گے۔

معاملہ محض کرداروں کے ڈھانچوں میں گڑبڑ کرنے ہی کا نہیں (اور ہر مصنوعی کردار بجائے خود گڑبڑ کی ایک صورت ہے ہی!) بلکہ ان کی زبانوں سے ادا ہونے والا بسا اوقات ایک جملہ اور ان کے تاریخی عمل کی عکاسی میں ایک خلافِ حقیقت جنبش اُن کے متعلق اور خود اسلام کے متعلق ذہنوں میں خلل پیدا کرسکتی ہے۔

اس سے پہلے ہمیں اہلِ مغرب اور ہنود کی لکھی ہوئی تاریخوں کا تجربہ ہے کہ کس طرح مسلم تاریخ کے بعض ابواب اور بعض شخصیتوں کو اس بُری طرح مسخ کیا گیا ہے کہ اُن کے اثرات کا ازالہ کرنا آسان نہیں۔ یہاں برصغیر کی تاریخ میں اکبر اور اورنگ زیب کی تصاویر میں جس بے باکی سے غلط رنگ بھر اگیا ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ کیا ہم مسلمان اب اپنی تاریخ کے مقدس ترین دور کے متعلق بھی ایسے ہی تلخ تجربے سے دوچار ہونا چاہتے ہیں ——— اور وہ بھی کتابی مواد سے دس گنا زیادہ وسیع الاثر راستے سے! ——— ایک فلم ہزارہا افراد کے ذہنوں میں جن کی اکثریت اَن پڑھ، یا کم خواندہ اور دینی حقائق کے وسیع شعور سے خالی ہوتی ہے، ایسے بیج بو سکتی ہے کہ اُن سے اُگنے والے اشجارِ خبیث زہریلے کانٹے بکھیرتے رہیں اور صحیح الفکر لوگ بے بسی سے اس آفت کو دیکھتے رہیں یا زیادہ سے زیادہ احتجاجی انداز پر آہ و فغاں کرلیں مگر نام نہاد "اسلامی فلم" سے متاثر شدہ عوام کے وسیع حلقوں کو چشم و گوش کی راہ سے دماغی زہر خورانی کا شکار بنانے والوں سے بچانے کے لیے کچھ نہ کرسکیں۔